www.KitaboSunnat.com

پروفیسر محمد رفیق چودھری☆

قراءتوں کا اِختلاف اور منکرینِ حدیث

یہ ایک مسلّمہ اَمر ہے کہ قرآن مجید کی ایک سے زیادہ قراءتیں ثابت ہیں۔لیکن اہلِ قرآن کہلانے والے منکرین حدیث ان اختلافِ قراءات کو نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن کی صرف ایک ہی قراءت ہے اور یہ کہ خود نبی ﷺ نے قرآن کو کتابی صورت میں مرتب اور مدوّن کیا اور اس پر اعراب و نقطے لگوائے تھے جبکہ یہ بات خلافِ واقعہ ہے۔

جناب پرویز صاحب لکھتے ہیں:

''ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے بعد 'اختلاف قراءت' کے فتنہ کے متعلق کچھ سمجھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی''

[طلوع اسلام، ص ۵۶، شمارہ جنوری ۱۹۸۲ء، لاہور]

وہ مزید لکھتے ہیں:

''قرآن مجید جس شکل میں ہمارے پاس موجود ہے اسے خود رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح مرتب اور مدوّن شکل میں اُمت کو دیا تھا۔'' [طلوع اسلام، ص ۴۲، شمارہ جنوری ۱۹۸۲ء، لاہور]

اسی طرح ایک اور منکرِ حدیث رحمت اللہ طارق صاحب نے لکھا ہے:

''اختلاف قراءت کا فتنہ ہی لے لیجئے جس کا مودودی صاحب جیسا شخص نہ صرف معترف اور معتقد ہے بلکہ سرگرم مبلغ اور پُرجوش ناشر ہے۔'' [اعجاز قرآن واختلاف قراءت، مرتبہ تمنا عمادی: ۷۴۲]

طارق صاحب نے مزید لکھا ہے:

﴿ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴾ [النساء: ۸۲]

''یعنی قرآن اگر غیر اللہ کا کلام ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پایا جاتا۔''

ظاہر ہے کہ اس 'اختلاف' میں صرف مطالب و مفاہیم کا اختلاف ہی نہیں بلکہ الفاظ و قراءت کا اختلاف بھی شامل ہے۔اس قرآنی دعویٰ کی روشنی میں تو صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ قرآن اگر مفہوم کے اختلاف و تضاد سے پاک ہے تو قراءتوں کے اختلاف سے بھی پاک ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کتاب کی حفاظت کا اِعلان کیا ہے۔

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ [الحجر: ۹]

''اگر اس عظیم الشان دعویٰ کے باوجود بھی قرآن میں قراءتوں کے اختلاف کو تسلیم کرلیا جاتا تو پھر آخر قرآن کی صداقت کا معیار کیا رہ جاتا ہے۔'' [اعجاز قرآن اور اختلاف قراءت، مرتبہ تمنا عمادی: ۷۴۳]

اس کے بعد طارق صاحب فرماتے ہیں:

''اعراب کے معنی ہیں الفاظ پر زیر، زبر اور پیش لگانا۔سلف صالحین کا تو یہ عقیدہ تھا اور ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہونا چاہیے کہ یہ بنیادی اور عظیم کام خود آنحضرت ﷺ سرانجام دے گئے تھے بلکہ آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ أعربو القرآن یعنی قرآن پر اعراب لگاؤ۔'' [بحوالہ مشکوٰۃ: ۲۱۶۵، اعجاز قرآن اور اختلاف قراءت، مرتبہ تمنا عمادی: ۷۵۱]

☆ ناظم مکتبہ قرآنیات، اردو بازار و مدرّس دارالہدیٰ انٹرنیشنل، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم اَب منکرین حدیث کے ان دعاوی کا علمی جائزہ لیں گے۔ ان حضرات کے مذکورہ بالا دعاوی میں چند در چند بنیادی غلطیاں ہیں۔ انکی پہلی بنیادی غلطی یہ ہے کہ یہ مصحف کو قرآن سمجھتے ہیں جبکہ مصحف اور قرآن میں فرق ہے۔

قرآن وہ ہے جو اُمت کے حفاظ وقراء کے حافظے میں ہے اور اس کی تحریری شکل کو مصحف کہا جاتا ہے۔

ان منکرینِ حدیث کی دوسری بنیادی غلطی یہ ہے کہ یہ لوگ لکھے ہوئے قران یعنی مصحف کو اَصل قرار دیتے ہیں اور جو قران اُمت کے حفاظ وقراء کے سینوں میں ہے اُسے کوئی مقام اور حیثیت دینے کے لیے تیار نہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن اصل ہے اور مصحف ثانوی درجہ رکھتا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ جب تک کسی مصحف کی تصدیق حفاظ وقراء کے ذریعے حاصل نہ ہو وہ معتبر ہی نہیں ہے۔ (بلکہ تصدیق کے بغیر کوئی تحریر بھی قابل قبول نہیں ہوتی) کیونکہ آج بھی دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں شائع ہونے والے مصاحف کی تصحیح اور تصدیق کا کام حفاظ وقراء حضرات ہی کرتے ہیں ان کی تصدیق کے بغیر ہم کسی مصحف کو معتبر قرار نہیں دے سکتے۔

منکرین حدیث کی تیسری بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ تاج کمپنی وغیرہ کا شائع شدہ مصحف نقل ہے اُس مصحف کی جسے حضرت محمد ﷺ نے مرتب اور مدوّن فرمایا تھا جو ایک جلد میں سورتوں کی ترتیب سے مسلسل لکھا ہوا تھا جس پر اعراب اور نقطے بھی لگے ہوئے تھے بلکہ رموز اَوقاف کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ وہ ہے جو اُمت مسلمہ کے عقیدے کے مطابق ہے کہ ایسا فی الواقع نہیں ہے نہ تو نبی ﷺ نے ایک جلد کی کتابی صورت میں مصحف لکھوایا، نہ اس پر اعراب اور نقطے لگوائے اور نہ رموز اوقاف کا اہتمام کیا۔ یہ سارا کام بعد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ وغیرہم کے زمانے میں ہوا۔

لیکن جو لوگ صحیح اَحادیث کا کھلم کھلا اِنکار کر سکتے ہیں وہ تاریخ جمع وتدوین قران کو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں؟

منکرین حدیث کو معلوم ہونا چاہئے کہ قرآن نے نبی ﷺ پر اُس کی تلاوت اور تعلیم کی ذمہ داری ڈالی ہے اُسے لکھوانے کا پابند نہیں کیا۔

نبی اُمّی ﷺ نے جیسے قرآن زبانی طور پر اُترا ویسے ہی زبانی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنایا اور سکھایا تھا۔ یہی اصل قرآن ہے جو آج تک اہل ایمان کے سینوں میں محفوظ رہا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ محفوظ رہے گا۔

﴿ بَلْ هُوَ ءَايَٰتٌۢ بَيِّنَٰتٌ فِى صُدُورِ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ ۚ ﴾ [العنکبوت:۴۹]

’’بلکہ یہ قرآن ایسی واضح آیتوں کا مجموعہ ہے جو ان لوگوں کے سینوں میں ہے جن کو علم عطا ہوا ہے۔‘‘

ویسے احتیاط کے طور پر آپ ﷺ نے مختلف چیزوں جیسے کاغذ، چمڑا وغیرہ پر منتشر صورت میں قرآن کو لکھوا بھی دیا تھا۔ کیا منکرین حدیث یہ بتا سکتے ہیں کہ قرآن میں کہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس قرآن کو جمع کرنے اور اسے کتابی صورت میں مرتب اور مدوّن کرنے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر ڈالی تھی، جسے پورا کیا گیا تھا۔؟

ہمارے منکرین حدیث کی گمراہی کا اصلی سبب یہ ہے کہ وہ مستشرقین (Orientalists) کی چند گمراہ کن کتابیں پڑھ کر اِسلام کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ غلطی در غلطی کا اِرتکاب کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ وہ قران مجید، صحیح احادیث، اِجماع اُمت اور مستند تاریخی مواد کو براہِ راست اُمتِ مسلمہ کے معتمد علماء و فقہا کے ذریعے سمجھنے کی سعی کریں۔

بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی مختلف قراءتوں کو فتنہ قرار دینا منکرین حدیث کی مجبوری بھی ہے۔ اس کی وجہ صاف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے کہ چونکہ مختلف قراءتوں کا وجود اَحادیث اور اجماع اُمت سے ثابت ہوتا ہے اور ان لوگوں کو حدیث اور اجماع کے الفاظ ہی سے چڑ ہے۔

صورت واقعہ یہ ہے کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانۂ مبارک میں عربی عبارت پر نقطے اور اعراب لگانے کا رواج بالکل نہ تھا۔ آج بھی عرب ممالک میں عربی کتب پر اعراب نہیں لگائے جاتے۔ مصاحف پر نقطے اور اعراب لگانے کا کام تو بہت بعد کے ادوار میں انجام پایا تھا۔

آج دنیا میں نبی ﷺ کا وہ نامۂ مبارک اَصلی حالت میں موجود ہے جو آپ ﷺ نے شاہ مصر مقوقش کو لکھا تھا۔ جو مہر شدہ تھا۔ اس کی نقل اب سیرت کی کتابوں میں بھی دیکھی جاسکتی ہے اور اب انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے۔ اس نامۂ مبارک کی عبارت پر بھی نہ تو اعراب لگے ہوئے ہیں اور نہ نقطے۔

اسی طرح آج اَمیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تیار کردہ کچھ مصاحف دنیا میں موجود ہیں اور اُن پر نہ نقطے ہیں اور نہ اعراب۔ اسی مصحف عثمانی کی ایک فوٹو کاپی مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کے کتب خانے میں بھی موجود ہے جس کا راقم نے خود مشاہدہ کیا ہے اور اس میں اعراب اور نقطے موجود نہیں ہیں۔

ہمارا چیلنج ہے کہ منکرین حدیث نبی ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے کا کوئی ایسا مصحف دکھا دیں جس پر اعراب اور نقطے موجود ہوں: هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

رہی بات اختلاف قراءت کی تو اس کے خلاف طارق صاحب نے جن دو دلیلوں کا سہارا لیا ہے وہ ہمارے نزدیک غلط ہیں۔

اُن کی پہلی دلیل یہ ہے کہ قرآن میں ہے:

﴿ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴾ [النساء:۸۲]

''اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے آیا ہوتا تو وہ اس کے اَندر بڑا اختلاف پاتے۔''

تو اس کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ قرآن ہر قسم کے اختلاف سے پاک ہے، لہٰذا وہ قراءت کے اختلاف سے بھی پاک ہے۔ لیکن اُن کا یہ استدلال کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ مذکورہ آیت میں اختلاف کا لفظ 'تضاد' (Contradiction) کے معنوں میں آیا ہے نہ کہ اختلاف (Variety) کے معنوں میں۔ اللہ تعالیٰ کے اِرشاد کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کے مضامین اور اس کی تعلیمات میں باہمی کوئی تضاد نہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ ایک جگہ توحید کی تعلیم دے اور دوسرے مقام پر شرک کو جائز قرار دے یا کسی جگہ آخرت کا عقیدہ بیان کرے اور کہیں وہ اس عقیدے کی نفی کردے۔ اس کا کوئی مضمون اور اُس کی کوئی تعلیم تضاد سے آلودہ نہیں۔

خود طارق صاحب کو بھی اختلاف کے ان معنی کا اِحساس تھا اس لیے انہوں نے اپنی عبارت میں ایک جگہ 'اختلاف وتضاد' کو مترادف بھی لکھ دیا ہے تاکہ لوگوں کو دھوکا اور فریب دیا جاسکے۔

عربی زبان کی طرح ہماری اُردو زبان میں اختلاف کا لفظ تنوع کے معنی میں بھی آتا ہے۔

ذوق کا مشہور شعر ہے:

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینت چمن   اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

اس شعر میں اختلاف کا لفظ تنوع (Variety) کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

قرآن میں اختلاف کا لفظ تنوع کے معنی میں سورۃ الروم آیت ۲۲ میں استعمال ہوا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَاخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِكُمۡ وَاَلۡوَانِكُمۡ ﴾ ''اور تمہاری بولیوں اور رنگوں کا اختلاف یعنی ایک دوسرے سے مختلف ہونا۔''
قراءتوں کا اختلاف بھی تنوع (Variety) کا اختلاف ہے اور یہ تضاد نہیں ہے۔

قرآن مجید سے متعلق بیسیوں اختلافات موجود ہیں مگر وہ سارے تنوعات (Varieties) کے اعتبار سے ہیں نہ کہ تضادات (Contradictions) کے لحاظ سے اور اس سے اُس کی صداقت اور عصمت پر کوئی حرف نہیں آتا۔

مثال کے طور پر قرآن مجید میں درج ذیل اختلافات پائے جاتے ہیں:

① مختصر اور طویل سورتوں کا اختلاف (کوئی سورت چھوٹی ہے اور کوئی بڑی)
② چھوٹے بڑے رکوعات کا اختلاف (کوئی رکوع چھوٹا اور کوئی بڑا ہے)
③ سورتوں کی آیت کی تعداد میں اختلاف (کسی سورت میں چند اور کسی میں سینکڑوں آیتیں ہیں)
④ سورتوں کے ناموں کا اختلاف (ایک ہی سورت کے کئی دوسرے نام ہیں جیسے سورۃ بنی اسرائیل کو سورۃ الاسراء بھی کہا جاتا ہے۔)
⑤ سورتوں کے آغاز میں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ لکھنے اور نہ لکھنے کا اختلاف۔ (ہر سورت کے شروع میں بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ لکھا گیا ہے مگر سورۃ توبہ اس سے خالی ہے)
⑥ سورتوں کے افتتاح کا اختلاف: (کوئی سورت حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہے، کوئی حمد باری تعالیٰ سے کوئی کسی اور مضمون سے)
⑦ ایک ہی واقعے کو بیان کرنے میں اختلاف: (کبھی ایک ہی تاریخی واقعہ مختلف مقامات پر مختلف انداز میں بیان ہوا ہے جیسے 'قصۂ آدم وحوا علیہما السلام' ہر جگہ مختلف انداز اور مضمون کی کمی بیشی کے ساتھ بیان ہوا ہے۔)
⑧ ایک ہی لفظ کو مختلف طریقوں سے لکھنے کا اختلاف: لفظ 'رحمت' کو بعض جگہ 'رحمة' [الانبیاء:۱۰۷] اور بعض جگہ 'رحمت' [الروم:۵۰] لکھا گیا ہے۔ اسی طرح لفظ لعنت کو کسی جگہ 'لعنة' [البقرہ:۱۶۱] اور کسی جگہ 'لعنت' [آل عمران:۶۱] لکھا ہوا ہے۔ لفظ الرسول کو کہیں 'الرسول' [البقرہ:۱۴۳] کو کہیں 'الرسولا' [الاحزاب:۶۶] لکھ دیا گیا ہے۔
⑨ حضرت محمد ﷺ کو خطاب کرنے میں اختلاف آپ ﷺ کو کسی جگہ 'یَآیها الرسول' (اے رسول ﷺ)، کہیں 'یَآیها النبی' (اے نبی ﷺ) اور کہیں 'یَآیها المزمل' (اے چادر میں لپٹے ہوئے) کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔
⑩ مصر کے جادوگروں کی بات کو بیان کرنے میں اختلاف:
ایک مقام پر ہے کہ انہوں نے یوں کہا تھا: ﴿ رَبِّ مُوۡسٰى وَ هٰرُوۡنَ ﴾ [الشعراء:۴۸]
دوسری جگہ پر ہے کہ یوں کہا گیا تھا: ﴿ رَبِّ هٰرُوۡنَ وَ مُوۡسٰى ﴾ [طٰہٰ:۷۰]
⑪ بعض 'افعال' کو بیان کرنے میں اختلاف:
ایک مقام پر ہے کہ قوم فرعون بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرتے تھے: ﴿ يُقَتِّلُوۡنَ ﴾ [الاعراف:۱۴۱]
انہی کے بارے میں دوسری جگہ ہے کہ وہ ذبح کرتے تھے: ﴿ يُذَبِّحُوۡنَ ﴾ [البقرہ:۴۹]
⑫ ایک ہی واقعے میں صیغوں اور ضمیروں کے استعمال میں اختلاف:
ایک مقام پر جمع کا صیغہ ہے: ﴿ اِنَّا مَعَكُمۡ مُّسۡتَمِعُوۡنَ ﴾ [الشعراء:۱۵]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’بے شک ہم تمہارے ساتھ سننے والے ہیں۔‘‘
﴿ إِنَّنِي مَعَكُمَآ أَسْمَعُ وَ أَرٰى ﴾ [طٰہٰ:۴۶] ’’بے شک میں سنتا اور دیکھتا ہوں‘‘

⑬ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ یا اژدھا بننے کا اختلاف؛
وہ اژدھا تھا۔ ﴿ ثُعْبَانٌ ﴾ ’’اژدھا‘‘ [الاعراف:۱۰۷]
وہ سانپ تھا۔ ﴿ حَيَّةٌ ﴾ ’’سانپ‘‘ [طٰہٰ:۲۰]

⑭ ایک ہی ’شخص‘ کو دو الگ الگ نام دینے کا اختلاف:
پہلے اُسے ﴿ إِبْلِيسَ ﴾ [طٰہٰ:۱۱۶] کہا گیا، پھر اُسی کو ﴿ الشَّيْطٰنُ ﴾ [طٰہٰ:۱۲۰] کہہ دیا۔
اسی طرح حضرت الیاس علیہ السلام کو ایک جگہ ﴿ إِلْيَاسَ ﴾ [الصافات:۱۲۳] کہا گیا، پھر دوسری جگہ اُنہی کو ﴿ إِلْ يَاسِينَ ﴾ [الصافات:۱۳۰] کہا گیا ہے۔

⑮ سجدۂ تلاوت کے مقامات میں اختلاف:
کیا سورۃ الحج میں دو سجدے ہیں یا ایک ہی سجدۂ تلاوت ہے۔

⑯ اسماء حسنیٰ میں اختلاف:
الْأَوَّلُ...... [الحدید:۳] الْأٰخِرُ...... [الحدید:۳] الظّٰهِرُ...... [الحدید:۳] الْبَاطِنُ...... [الحدید:۳]

⑰ قرآن کے صفاتی ناموں میں اختلاف:
الْفُرْقَانَ...... [الفرقان:۱] الذِّكْرَ ...... [الحجر:۹]

⑱ قیامت کے ناموں میں اختلاف:
الْوَاقِعَةُ...... [الواقعہ:۱] الْقَارِعَةُ...... [القارعہ:۱]

⑲ رموز اَوقاف کا اختلاف:
کہیں گول تا ’ ۃ ‘ ہے، کہیں وقف لازم ’م‘ ہے کہیں وقف جائز ’ج‘ اور کہیں وقف مطلق ’ط‘ ہے۔

مگر ایسے تمام اختلافات جو کہ حقیقت میں تنوعات (Varieties) ہیں، کے باوجود قرآن مجید کی حقانیت، صحت اور عصمت پر کوئی حرف نہیں آتا وہ ہر لحاظ سے برحق، صحیح اور محفوظ ہے۔

پھر جب مذکورہ ’اختلافات‘ کے ہوتے ہوئے قرآن کی صداقت متاثر نہیں ہوتی تو کیا ایک قراءتوں کے اختلاف سے اُس کی صداقت متاثر ہو جائے گی اور وہ مشکوک ٹھہرے گا؟ حالانکہ قراءتوں کا اختلاف بھی تنوع ہے نہ کہ تضاد۔

اوپر طارق صاحب نے اختلاف قراءت کے خلاف جو یہ حدیث پیش کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا:
« أَعْرِبُوا الْقُرْآنَ» . [شعب الإيمان للبيهقي: ۳/۵۴۸]

تو اَوّل تو یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی عبداللہ بن مقبری ہے جو کہ ضعیف راوی ہے جیسا کہ مرعات شرح مشکوٰۃ جلد۴ کے ص۳۵۲ پر تصریح کی گئی ہے۔ دوسرے لفظ ’أعربوا‘ کا ترجمہ ’اعراب لگاؤ‘ بالکل غلط اور عربیت کے خلاف ہے۔

اہل علم جانتے ہیں کہ صرف ونحو کی اصطلاحات عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہرگز موجود نہ تھیں۔ یہ اعراب رفع نصب جر اور تنوین وغیرہ کی اصطلاحیں بعد کی پیداوار ہیں جو نحویوں نے ایجاد کی تھیں۔ قرآن و حدیث کو نحویوں کی اصطلاحات سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش گمراہی کا باعث بھی بن سکتی ہے۔

سورۃ النور میں آیا ہے:

﴿فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ﴾ [النور:٣٦]

اس کو اگر نحویوں کی زبان سے سمجھنے کی کوشش کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے في بيوت کو في بيوت (مرفوع) پڑھنے کی اجازت دے رکھی ہے اور یہ مفہوم صرف منکرین حدیث کی کھوپڑی میں آ سکے گا، کسی صاحبِ علم کے دماغ میں ہرگز نہیں آ سکتا کیونکہ فی (حرفِ جار) کے بعد کا اسم مجرور ہی ہونا چاہئے او في بيوت کو فی بیوت پڑھنا بالبداہت عربیت کے خلاف ہے اس طرح آیت کا اصل مطلب غارت ہوکر رہ جائے گا۔

زیر بحث ضعیف حدیث میں أعربوا القرآن کا درست ترجمہ یہ ہے:

”قرآن پاک کے معانی واضح کرو۔“

کیونکہ عربی زبان میں أعرب يعرب إعراباً کے معنی بات کو واضح کرنے اور اچھی طرح بیان کرنے کے ہیں نہ کہ الفاظ پر اعراب لگانے کے۔

مشہور و مستند عربی لغت 'لسان العرب' میں ہے:

”الإعراب والتعريب معناهما واحد، وهو: الإبانة. يقال: إعراب عنه لسانه وعرب أي أبان وأفصح. أعرب الكلام وأعرب به: بينه رجل عربي اللسان إذا كان فصيحا.“

[لسان العرب، ابن منظور]

عقل کے اَندھے منکرین حدیث اگر کبھی اپنے ہاں کا کوئی لکھا ہوا قرآن ہی کھول کر دیکھ لیتے تو ان کو اس کے اندر بھی قراءتوں کا اختلاف نظر آ جاتا جہاں کئی قرآنی الفاظ کی دو دو قراءتیں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ (مگر یہ لوگ تو قرآن کا متن نہیں پڑھتے محض اس کے انگلش تراجم پڑھتے ہیں۔)

مثال کے طور پر سورۃ البقرہ آیت ۲۴۵ میں ہے:

﴿وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ﴾ میں يَبْصُطُ کو يَبْسُطُ بھی پڑھا جاتا ہے اور اس کے لیے حرف صاد کے اوپر چھوٹا سین (س) ڈال دیا جاتا ہے۔

اسی طرح سورۃ الغاشیہ آیت ۲۲ میں ہے: ﴿لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾

اس میں بِمُصَيْطِرٍ کو بِمُسَيْطِرٍ بھی پڑھا جاتا ہے اور اس لفظ کے حرف صاد پر بھی چھوٹا سین لکھا ہوا ہے۔

لیکن منکرین حدیث بڑے ڈھیٹ اور بے شرم واقع ہوئے ہیں۔ ایک طرف وہ صحیحین کی معتبر اَحادیث کو نہیں مانتے مگر دوسری طرف ہوائے نفس کی خاطر ضعیف بلکہ موضوع حدیثوں کو دلیل بناتے ہیں۔ صحیح اَحادیث کے مقابل میں تاریخ کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ قرآن مجید کی من مانی تفسیر اور دور از کار تاویلیں کرتے ہیں۔ علمائے اِسلام پر اعتماد کرنے کی بجائے مستشرقین کو اپنا مرشد مانتے ہیں۔ حکومت وقت کی خوشامد ان کا پیشہ ہے اور اپنا مؤقف بار بار بدلنا ان کا شیوہ ہے۔ آپ ان کے کسی ایک اعتراض کا جواب دے دیں وہ جھٹ سے دوسرا اعتراض گھڑ کر پیش کر دیں گے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِهِمُ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ